

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 7 اکتوبر 1958

پی کرشنا مینن

بنام

دی کمشنر آف انکم ٹیکس، میسور، ٹراوانکور۔ کوچن اینڈ کورگ، بنگلور

(وینٹاراماائر، گجیندر گڈ کر اوراے کے سرکار، جسٹس صاحبان)

انکم ٹیکس۔ مشنض الیہ منافع کمانے کے مقصد کے بغیر ویدانتا کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کسی پیشے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شاگرد پیسے کا تحفہ دے رہا ہے۔ کیا رسید پیشے سے ہونے والی آمدنی کے مترادف ہے۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (XI، سال 1922)، دفعہ 10۔

مشنض الیہ اپنے شاگردوں کو ویدانتا کا فلسفہ اس طرح کی سرگرمی سے منافع کمانے کے کسی مقصد یا ارادے کے بغیر سکھا رہا تھا۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک نے انہیں کئی مواقع پر پیسے کے تحفے دیے۔ مشنض الیہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ موصولہ رقوم پر ٹیکس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ وہ کوئی پیشہ نہیں چلا رہا تھا اور اس لیے کہ رسیدیں نفع یا منافع نہیں تھیں۔

قرار پایا گیا کہ، ویدانتا کی تعلیم میں مشنض الیہ ایک پیشے پر چل رہا تھا۔ کسی سرگرمی کا پیشہ ہونا ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک منظم سرگرمی ہو یا اسے منافع کمانے کے مقصد سے عمل میں لایا جائے۔

کمشنر آف ان لینڈ ریونیو بنام انکار پور ریٹڈ آف لاء رپورٹنگ، (1888) 3 ٹیکس۔ Cas۔ اس کے بعد 105، 113، آئے۔

مزید قرار پایا گیا کہ شاگرد کی طرف سے کی جانے والی ادائیگیاں مشنض الیہ کو اپنے پیشے سے موصول ہونے والی آمدنی ہوتی ہیں۔ رضا کارانہ ادائیگی کی صورت میں، اس پر کوئی ٹیکس عائد نہیں

موجودہ ایہ سکتا اگر یہ خالصتاً ذاتی وجوہات کی بنا پر کیا گیا ہو اور اس کا اس کے عہدے یا پیشے سے کوئی تعلق نہ ہو لیکن یہ قابل ٹیکس ہو گا اگر یہ اس کے عہدے یا پیشے کی وجہ سے کیا گیا ہو۔ سوال یہ نہیں ہے کہ واہب نے کیا سوچا کہ وہ کیا کر رہا ہے بلکہ یہ ہے کہ واہب نے اسے کیوں حاصل کیا۔ موجودہ معاملے میں یہ واضح ہے کہ یہ تحفہ اس تعلیم کی وجہ سے دیا گیا تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 401، سال 1956۔

آئی ٹی آر نمبر 24، سال 1954 میں ایرنا کولم میں ٹراوانکور۔ کوچن عدالت عالیہ کے 8 مارچ 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے اے بنام وشوناتھ شاستری، ایس آر گنپتی آئیر، جسٹس بی دادا چننجی اور جی گوپال کرشنن۔

مدعا علیہ کی طرف سے کے این راجگوپال شاستری، آرا پیچ دھبر اور ڈی گپتا۔

1958.7 اکتوبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سار کرنے سنایا۔

جسٹس سار کر۔ اپیل کنندہ جو سابق ٹراوانکور ریاست کی خدمت میں پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا، 1940 میں کسی وقت سبکدوش ہوا۔ سبکدوشی کے بعد وہ اپنا وقت ویدانتا کے فلسفے کا مطالعہ کرنے اور اس کی وضاحت ایسے افراد کو کرنے میں گزار رہے تھے جو اسے سمجھنے کے خواہاں تھے۔ جلد ہی اس نے اپنے ارد گرد کئی شاگردوں کو اکٹھا کیا، جن میں سے ایک یو کے لندن کے جے ایچ لیوی تھا۔ لیوی اور دیگر ان اپیل گزار سے ویدانتا میں ہدایات وصول کرتے تھے۔ وہ باقاعدگی سے وقفوں سے انگلینڈ سے ٹراوانکور آتا تھا اور ایک وقت میں چند ماہ وہاں رہتا تھا اور اپیل کنندہ کی طرف سے دی گئی تقریروں میں شرکت کرتا تھا اور اسی طرح اسے ویدانتا پر ان کی تعلیمات کا فائدہ ملتا تھا۔

لیوی کا بمبئی کے لائیڈز بینک میں کھاتہ تھا۔ 13 دسمبر 1941 کو لیوی نے اس کھاتے میں موجود تمام بقایا رقم روپے 3-11-2,41,103 کو ایک کھاتے کے کریڈٹ میں منتقل کر دیا جسے اس نے اپیل کنندہ سے اسی بینک میں اپنے نام سے کھولنے کے لیے حاصل کیا۔ اس کے بعد، لیوی وقتاً فوقتاً لائیڈز بینک، بمبئی میں اپیل کنندہ کے مذکورہ بالا کھاتے میں مزید رقم ڈالتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 19 اگست 1951 تک کی گئی ادائیگیوں کی رقم تقریباً روپے 4,50,000 تھی۔ وقتاً فوقتاً

اپیل کنندہ نے لائڈز بینک، بمبئی میں اپنے کھاتے سے ٹراوانکور کے تریوندرم میں اپنے کھاتے میں رقم منتقل کروائی۔

یہ اپیل ملیاں دور کے مطابق، تشخیص سال 1122، 1123 اور 1124 کے لیے اپیل کنندہ کے خلاف منظور کردہ انکم ٹیکس تخمینہ کاری کے احکامات سے پیدا ہوتی ہے۔ گریگورین کیلنڈر کے مطابق متعلقہ اکاؤنٹنگ کے ادوار 17 اگست 1945 سے 16 اگست 1946، 17 اگست 1946 سے 16 اگست 1947، اور 17 اگست 1947 سے 16 اگست 1948 تک تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ادوار کے دوران لیوی نے بمبئی میں لائڈز بینک میں اپیل کنندہ کے کھاتے میں درج ذیل متعلقہ رقوم جمع کروائی تھیں: روپے 13,304، روپے 29,948 اور روپے 19,983۔ اسی مدت کے دوران اپیل کنندہ نے اپنے بمبئی کھاتے سے درج ذیل متعلقہ رقوم کو اپنے تریوندرم کھاتے میں منتقل کیا تھا: 81,200 روپے، 47,000 روپے اور 37,251 روپے۔ انکم ٹیکس افسر، تریوندرم نے اپیل کنندہ کو بعد کی رقوم پر غیر ملکی آمدنی، یعنی بھارت میں پیدا ہونے والی آمدنی کے طور پر ٹیکس لگانے مشغفہ لگایا، اور متعلقہ مدت میں ریاست ٹراوانکور میں لایا۔ ہم اس معاملے میں اپیل کنندہ کی دیگر آمدنی پر کی گئی تخمینہ کاری سے متعلق نہیں ہیں۔ اپیل کنندہ نے ان تخمینہ کاری کے احکامات سے اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی جس نے انہیں ایک اپیل میں ضم کر دیا۔ اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے اپیل کو خارج کر دیا اور انکم ٹیکس افسر کے احکامات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ اپیلٹ ٹریبونل میں اپیل میں گیا لیکن وہ اپیل بھی ناکام رہی۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے ٹریبونل سے ایک حکم حاصل کیا جس میں مندرجہ ذیل سوالات کو فیصلے کے لیے ٹراوانکور۔ کوچن کی عدالت عالیہ کو بھیجا گیا:

"(i) کیا جان ایچ لیوی سے مذکورہ بالا رسیدیں ٹراوانکور انکم ٹیکس ایکٹ 1121 کے تحت قابل ٹیکس آمدنی ہیں؟ اور

(ii) کیا ٹریبونل کے پاس یہ ماننے کے لیے کوئی مواد موجود ہے کہ 1941 میں جان ایچ لیوی کے ذریعے بمبئی میں مشغفہ الیہان کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی رقم ٹراوانکور ریاست سے باہر ٹیکس دہندگان کو حاصل ہونے والی آمدنی کی نمائندگی کرتی ہے؟"

عدالت عالیہ نے پہلے سوال کا جواب ہاں میں دیا۔ تاہم اس نے اپیل کنندہ کے حق میں دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس ریاست میں کوئی پیشہ یا پیشہ کر رہا ہے اور اس سے حاصل

ہونے والی آمدنی کو ٹراوانکور میں پیدا ہونے کے طور پر سمجھا جانا چاہیے، اور اس لیے اپیل کنندہ ان رقوم پر ٹیکس لگانے کا ذمہ دار نہیں ہے جو وہ ٹراوانکور میں لایا تھا بلکہ ان رقوم پر جو متعلقہ مدت کے دوران لیوی کے ذریعے بمبئی میں اس کے کھاتے میں جمع کرائی گئی تھیں۔ اپیل کنندہ اب پہلے سوال پر عدالت عالیہ کی طرف سے دیے گئے جواب کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل میں اس عدالت میں آیا ہے۔ ہمیں اس اپیل میں دوسرے سوال کے جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اس کا فیصلہ اپیل کنندہ کے حق میں کیا گیا تھا اور ریونیو حکام کی طرف سے اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی گئی ہے۔

ہمیں نہیں لگتا کہ مقدمے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے۔ اس کا فیصلہ ٹراوانکور انکم ٹیکس ایکٹ، 1121 (ملازم دور) کی قیود پر کیا جانا ہے، لیکن چونکہ اس ایکٹ کی توضیحات، موجودہ مقصد کے لیے، بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 سے ملتی جلتی ہیں، اس لیے مؤخر الذکر توضیحات کا حوالہ دینا زیادہ آسان ہوگا۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر شاستری نے کہا ہے کہ اس معاملے میں واقعی دو نکات شامل ہیں۔ سب سے پہلے، کیا اپیل کنندہ کسی پیشے پر تھا؟ اور دوسرا، اگر وہ تھا، تو کیا جس رقم سے ہمارا تعلق ہے، اسے پیشے کا نفع یا منافع کہا جاسکتا ہے؟ ہم کیس کے بارے میں ان کے نقطہ نظر سے اتفاق کرتے ہیں اور ان نکات پر بحث کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ کسی پیشے پر چل رہا تھا۔ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 10 کے تحت، ٹیکس ایکٹ مشخص الیہ کے ذریعے کسی بھی پیشے یا پیشے کے منافع یا فوائد کے سلسلے میں قابل ادا ہوگی ہے۔ پائے گئے حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ خود ویدانتا فلسفے کا مطالعہ کر رہا تھا اور اپنی تعلیم کے نتیجے میں حاصل کردہ علم کو ان لوگوں کو فراہم کر رہا تھا جو اسے اپنانے کے لیے آتے تھے۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اس طرح کا علم صرف ان لوگوں کو فراہم کرے گا جو اس کی ادائیگی کے لیے تیار تھے۔ لہذا ہمیں اس بنیاد پر آگے بڑھنا ہوگا کہ اپیل کنندہ اس طرح کی سرگرمی سے منافع کمانے کے کسی مقصد یا ارادے کے بغیر اپنے شاگردوں کو ویدانتا سکھا رہا تھا۔

ہمیں یہ سوچنے میں کوئی دشواری نہیں لگتی کہ تدریس اگر پیشہ نہیں تو مقدس فریضہ ہے۔ یہ واضح طور پر ایسا ہے اور اس مقصد کے لیے لفظ 'مقدس فریضہ' کے مختلف معانی پر بحث کرنا یا اس نظریے کی حمایت کے لیے حکام کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے۔ نہ ہی ہمیں کوئی وجہ نظر آتی ہے کہ اگر

تعلیم ایک پیشہ ہے تو ویدانتا کی تعلیم کیوں نہیں ہے۔ یہ اتنی ہی تعلیم ہے، اور اس لیے، کسی بھی دوسری تعلیم کی طرح ایک پیشہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ویدانتا کی تعلیم میں اپیل کنندہ صرف مذہب پر عمل کر رہا تھا۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مذہب کے معاملے کے طور پر ویدانتا کی تعلیم پیشہ ورانہ طور پر کیوں نہیں چل رہی ہے۔ کسی بھی صورت میں یہ سوال واقعی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ، آیا اپیل کنندہ ویدانتا کی تعلیم دیتے ہوئے مذہب پر عمل کر رہا تھا، یقیناً یہ حقیقت کی تلاش ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ویدانتا کو مذہب کی مشق کے طور پر پڑھایا جاسکے لیکن اسے یقیناً کسی دوسرے فلسفے یا مکتب فکر کے طور پر بھی پڑھایا جاسکتا ہے۔ اس معاملے میں مقدمے کے بیان میں کوئی نتیجہ نہیں ملتا کہ ویدانتا کی تعلیم میں اپیل کنندہ مذہب پر عمل پیرا تھا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ کسی سرگرمی کو ایکٹ کے مقاصد کے لیے مقدس فریضہ کہا جاسکے، اس کے لیے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ یہ ایک منظم سرگرمی تھی اور یہ کہ یہ منافع کمانے کے مقصد سے کی گئی تھی؛ کہ چونکہ ویدانتا کی تعلیم میں اپیل کنندہ کی سرگرمی نہ تو منظم تھی اور نہ ہی منافع کمانے کے لیے انجام دی گئی تھی، اس لیے اسے پیشہ جاری رکھنے والا نہیں کہا جاسکتا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جیسا کہ لفظ 'مقدس فریضہ' کا استعمال 'کاروبار' اور 'پیشہ' کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے اور 'پیشہ' اور 'پیشے' کا مقصد منافع کمانا ہے، صرف ایسی سرگرمیوں کو لفظ 'مقدس فریضہ' میں شامل کیا جاسکتا ہے جس کا مقصد بھی اسی طرح منافع کمانا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان تنازعات میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہم یہ کہنے کی اہمیت کو نہیں سمجھتے کہ پیشہ بننے کے لیے کسی سرگرمی کو منظم کرنا ضروری ہے۔ اگر اس سے ایک مسلسل، یا جیسا کہ کہا گیا تھا، ایک منظم سرگرمی کا مطلب ہے، تو ہمیں یہ بتانا ہو گا کہ یہ اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ ایک واحد عمل کسی کاروبار یا پیشے کو جاری رکھنے کے مترادف ہو سکتا ہے۔ اس سوال پر مزید بحث کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ ہمیں اپیل کنندہ کی سرگرمی میں نظام یا تسلسل کی کوئی کمی نظر نہیں آتی ہے۔ انہوں نے اپنے ارد گرد بڑی تعداد میں شاگردوں کو جمع کیا تھا اور انہیں باقاعدگی سے ویدانتا کی تعلیم دے رہے تھے۔ لیوی اس طرح کی ہدایات حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ وقفوں پر انگلینڈ سے آتے تھے۔ یہ سب واضح طور پر تنظیم اور نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایک بار پھر، یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ یہ کسی عمل کو کرنے والے شخص کا مقصد نہیں ہے جو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس کے ذریعے کیا گیا عمل کاروبار، پیشے یا مقدس فریضہ کو جاری رکھنا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی کاروبار، پیشے یا مقدس فریضہ درحقیقت کوئی آمدنی پیدا کرتا ہے، تو وہ قابل ٹیکس آمدنی ہے اور اس سے کم نہیں کیونکہ اسے کوئی آمدنی پیدا کرنے کے مقصد کے بغیر انجام دیا گیا تھا۔ یہ،

ہمیں یقین ہے، حکام پر اب پوچھ گچھ کے لیے بہت اچھی طرح سے قائم ہے۔ کمشنر آف ان لینڈ ریونیو بنام انکار پورٹیڈ آف لاء رپورٹنگ (1) کے معاملے میں 1888 کے اوائل میں ہی یہ فیصلہ کیا گیا تھا اور اس کے بعد سے یہ عمل جاری ہے کہ "کسی تجارت کو جاری رکھنا ضروری نہیں ہے کہ اسے کرنے والے لوگوں کو منافع حاصل ہو، اور نہ ہی اس تجارت کو جاری رکھنا ضروری ہے کہ اسے کرنے والے لوگوں کو منافع کمانے کی خواہش یا خواہش ہو"۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک شخص جو کاروبار چلا رہا ہوتا، وہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے کوئی کاروبار نہیں کیا کیونکہ اس کا ارادہ اس سے کوئی آمدنی حاصل کرنا نہیں تھا۔ یہ یقیناً مضحکہ خیز ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ آیا سرگرمی نے اصل میں کوئی آمدنی پیدا کی ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آیا اس سرگرمی کو کاروبار، پیشے یا مقدس فریضہ کے نام سے پکارا جاتا ہے یا کسی اور نام سے یا اسے کس ارادے سے چلایا گیا تھا۔ اسٹڈ فورڈ بنام بیلو (2) میں جے رولٹ کا مشاہدہ جس کا ہمیں مسٹر شاستری نے حوالہ دیا تھا، کہ ایک سبکدوش ڈیپوٹ ماسٹر کو دی جانے والی پنشن پر کوئی ٹیکس نہیں ہو سکتا کیونکہ "اس میں کاروبار کا کوئی پس منظر نہیں ہے"، واضح طور پر یہ بیان کرنے کا ارادہ نہیں تھا کہ منافع کے مقصد کے بغیر کوئی کاروبار، پیشہ یا مقدس فریضہ نہیں ہو سکتا۔ پنشن پر ٹیکس صرف اس صورت میں لگایا جاسکتا تھا جب یہ دفتر سے باہر پیدا ہوا ہو اور صرف ایک ہی بات طے کی گئی تھی کہ یہ اس طرح پیدا نہیں ہوا تھا کیونکہ ہیڈ ماسٹر اس سے پہلے سبکدوش ہونے کے بعد، پنشن دی جانے کی تاریخ پر کوئی عہدہ نہیں رکھتے تھے: ہاؤس آف لارڈز (1) میں بھی یہی معاملہ دیکھیں۔ لہذا ہم سوچتے ہیں کہ اس معاملے میں اپیل کنندہ کی طرف سے ویدانتا کی تعلیم کو مناسب طریقے سے اس کی طرف سے پیشے کو جاری رکھنا کہا جاسکتا ہے۔

پھر فیصلہ کرنے کی دوسری بات یہ ہے کہ آیا لیوی کی طرف سے کی گئی ادائیگیاں اپیل کنندہ کو ویدانتا کی تعلیم کے پیشے سے موصول ہونے والی آمدنی تھیں۔ بحث کے دوران ہندوستانی اور انگریزی دونوں طرح کے حکام کی ایک بہت بڑی تعداد ہم پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ یہ معاملات اس اچھی طرح طے شدہ اصول کے اطلاق کی وضاحت موبوب الیہ ہیں کہ رضا کارانہ ادائیگی کی صورت میں اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا اگر یہ خالصتاً ذاتی وجوہات کی بنا پر کیا گیا ہو اور اس کا اس کے عہدے یا پیشے سے کوئی تعلق نہ ہو جبکہ یہ قابل ٹیکس ہوگا اگر یہ اس کے عہدے یا پیشے کی وجہ سے بنایا گیا ہو۔ ہم اس معاملے میں ان پر بحث کرنا منافع بخش نہیں سمجھتے۔ اس کے علاوہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ موجودہ معاملہ اتنا سادہ ہے کہ کسی اختیار کی ضرورت نہیں ہے۔ واحد نقطہ یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ کو اپنے پیشے کی وجہ سے رقم موصول ہوئی تھی۔ مسٹر شاستری نے دعویٰ کیا کہ حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ ادائیگیاں خالصتاً ذاتی

تخائف تھیں۔ انہوں نے ہماری توجہ لیوی کے بیان حلفی کی طرف مبذول کرائی جہاں یہ کہا گیا ہے کہ "میری طرف سے اس کے کھاتے میں ادا کی گئی تمام رقم اس کے لیے میری عزت اور پیار کو نشان زد کرنے کے لیے تخائف ہیں اور کسی اور وجہ سے نہیں۔" لیکن لیوی نے وہاں یہ بھی کہا، "مجھے ویدانتا پر ان کی تعلیمات کا فائدہ ملا ہے۔" تاہم یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اہم بات یہ نہیں ہے کہ واہب نے کیا سوچا کہ وہ کیا کر رہا ہے بلکہ یہ ہے کہ واہب نے اسے کیوں حاصل کیا۔ لہذا کوئلز ایم آر نے ہر برٹ بنام میک کوڈ (2) میں ان لینڈ ریویو بنام اسٹرانگ (3) کا حوالہ دیتے ہوئے صفحہ 649 پر کہا:

اب یہ فیصلہ، چاہے مخصوص حقائق نے اسے جائز قرار دیا ہو یا نہیں، یقینی طور پر قانون کے اس اصول کی تصدیق ہے کہ ادا کی گئی انکم ٹیکس کے لیے ذمہ دار ہو سکتی ہے حالانکہ یہ ان افراد کی طرف سے رضاکارانہ ہے جنہوں نے اسے بنایا ہے، اور یہ کہ امتحان یہ ہے کہ آیا اسے حاصل کرنے والے شخص کے نقطہ نظر سے، یہ اس کے عہدے کی وجہ سے اس کو حاصل ہوتا ہے؛ اگر ایسا ہوتا ہے، تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ رضاکارانہ تھا یا یہ ان افراد کی طرف سے لازمی تھا جنہوں نے اسے ادا کیا تھا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ امتحان ہے؛ اور اگر ہم ایک بار اس بات پر پہنچ جاتے ہیں کہ رقم کسی شخص کے پاس اس کے عہدے کی وجہ سے آئی ہے یا جمع ہوئی ہے تو مجھے لگتا ہے کہ انکم ٹیکس کی ذمہ داری محض اس حقیقت کی وجہ سے خارج نہیں کی گئی ہے کہ ان افراد کی طرف سے کوئی قانونی ذمہ داری نہیں تھی جنہوں نے اسے ادا کرنے کے لیے رقم کا عطیہ کیا تھا۔"

یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ اس قسم کے معاملات میں اصل سوال یہ ہے، جیسا کہ جسٹس رولٹ نے ریڈ بنام سیمور (1) میں کہا ہے، "لیکن کیا یہ ذاتی تحفے کی نوعیت کا ہے یا معاوضے کا؟" ایک مشاہدہ جس کا حوالہ ویسکاؤنٹ کیو، ایل سی نے منظوری کے ساتھ دیا تھا جب معاملہ ہاؤس آف لارڈز میں اس اضافے کے ساتھ گیا تھا کہ "اگر مؤخر الذکر، یہ ٹیکس کے تابع ہے؛ اگر سابقہ ہے، تو یہ نہیں ہے؛ سیمور بنام ریڈ (2) دیکھیں۔ ہمیں اس معاملے میں یہ ماننا ممکن لگتا ہے کہ اپیل کنندہ کو ادا کی گئی اس کی طرف سے دی گئی تعلیم کو مد نظر رکھتے ہوئے نہیں کی گئی تھی۔ لیوی نے اعتراف کیا کہ اسے اپیل کنندہ کی تعلیم سے فائدہ ہوا ہے۔ ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ یہ تحفہ اس تعلیم کی وجہ سے بنایا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ لیوی نے کہا کہ اس نے اپیل کنندہ کے لیے اپنی عزت اور محبت کو ظاہر کرنے کے لیے تخائف دئے تھے۔ لیکن اس طرح کے جذبات اور اس لیے تخائف، واضح طور پر اپیل کنندہ کی طرف سے دی گئی تعلیم کا نتیجہ تھے۔ مسٹر شاستری کا کہنا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے، لیکن ہمیں مسلسل وجوہات کی پیروی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں تحفے کو تعلیم سے جوڑا جا سکتا ہے۔ ایسا لگتا ہے

کہ اس قسم کی دلیل بلیکسٹن بنام کوپر (3) میں پیش کی گئی ہے اور لارڈ ایشبورن نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس سے نمٹا ہے: "یہ تجویز کیا گیا تھا کہ یہ نذرانہ وقار اور احترام کی علامت کے طور پر ویکر کو ذاتی تحفے کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی وجوہات نے پیش کشوں کی رقم حاصل کرنے اور بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا، لیکن مجھے شک نہیں ہے کہ وہ پادری کو بطور پادری دیے گئے تھے اور یہ کہ وہ اس کے عہدے کی وجہ سے حاصل ہونے والے منافع کا حصہ تھے۔" اس معاملے میں ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ تعلیم کی فراہمی تحفہ بنانے کی وجہ تھی۔ یہ محض ایک وجہ نہیں تھی۔ ادائیگیاں دہرائی گئیں اور اسی باقاعدگی کے ساتھ آئیں جیسے لیوی نے ویدانتا میں ہدایات حاصل کرنے کے لیے اپیل کنندہ سے ملاقات کی تھی۔ ہم مسٹر شاستری کی اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں کہ روپے 3-11-2,41,103 کی پہلی ادائیگی بہت بڑی رقم تھی جسے غور کے طور پر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بھی صورت میں ہم اس معاملے میں اس ادائیگی سے متعلق نہیں ہیں۔ ہم ان ادائیگیوں سے متعلق فکر مند ہیں جو بہت کم رقم کی ہوتی ہیں اور جن کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ تدریس کے لیے غور کرنے کے لیے بہت بڑی تھیں۔ اور یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ رضاکارانہ ادائیگیوں کے معاملات ہیں اور پیسے کے قیود سے موصول ہونے والی تعلیم کی قدر کی تشخیص کا سوال زیادہ مادی نہیں ہے۔ اگر پہلی ادائیگی بہت زیادہ تھی جو موصولہ تعلیم کے لیے ادا کی گئی تھی، تو یہ بہت زیادہ تھی جو خالصتاً تحفے کے طور پر دی گئی تھی۔

اس خیال میں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جن ادائیگیوں سے ہمارا تعلق ہے، وہ ویدانتا کے استاد کی حیثیت سے اپیل کنندہ کے پیشے سے پیدا ہونے والی آمدنی تھی، ایکٹ کی دفعہ 4(3)(vii) کے تحت چھوٹ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس دفعہ کے تحت ادائیگی کو مستثنیٰ قرار دیا جاسکے، یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ یہ کسی پیشے کی مشق سے پیدا نہیں ہوا ہے۔

نتیجے میں، ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے اس عدالت میں اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔